درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی

توبہ واستغفار

آدمی ابن آدم ہے، اس سے گناہوں کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے۔ اگر کسی ایمان والے کے اندر اپنے رب کا خوف اور اس کے سامنے جوابدہی کا یقین ہے اور اگر وہ اس کے بے پایاں احسانات و بے گنتی انعامات کا شکر گزار ہے تو یقیناً اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا، اس کو اپنی غلطی پر شرمندگی اور اپنی ناشکری ونافرمانی پر احساس جرم ہوگا۔ اس کو محسوس ہوگا کہ وہ اپنے مالک وآقا سے دور ہوگیا ہے، اس کی نگاہوں سے گر گیا ہے۔ وہ دلی رنج وندامت کے ساتھ ایک مرتبہ اپنے رب کی طرف واپس ہونے، اس کے قرب کی لذت حاصل کرنے، اس کو منانے اور راضی کرنے کا عزم کرے گا اور ارادہ باندھے گا کہ وہ اللہ کی رضا جوئی اور اس کی فرماں برداری سے اپنی غلطی ونافرمانی کی تلافی کی کوشش کرے گا...... کسی مؤمن کے دل کی یہ کیفیت اور اس کا یہ عمل شریعت کی اصطلاح میں توبہ کہلاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب کسی ایمان والے بندے کو توبہ کی کیفیت نصیب ہوگی تو وہ اپنے کریم آقا سے اپنے گناہوں کی بخشش اور ان کی سزا معاف کرنے کی درخواست بھی کرے گا، اس کا یہ معافی مانگنا استغفار ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ معافی مانگتے وقت وہ اپنی نافرمانیوں پر پشیمان ورنجور ہوگا، آئندہ کے لیے گناہوں سے دور رہنے کا عزم بھی کرے گا اور اپنے رب کو راضی کر لینے کی کوشش بھی کرے گا۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ توبہ واستغفار ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں یعنی ہمیشہ استغفار کے ساتھ توبہ کی کیفیت اور توبہ کی کیفیت کے ساتھ استغفار ومعافی طلبی ضرور پائے جاتے ہیں۔

کریم ورحیم کی شان غفاری وتوّابی

ہمارا رب نہایت رحیم وکریم ہے، اس کی رحمت بے حد وسیع ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا ہے (اور کیا شبہ سچ بتلایا ہے) کہ وہ اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے (بخاری)، بڑے سے بڑے گناہ گاروں، پاپیوں اور اپنے باغیوں کو وہ ذرا سی معافی مانگنے پر معاف کر دیتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ معاف کر دیتا ہے بلکہ معاف کر کے خوش ہوتا ہے اور فرشتوں سے اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کسی کے گناہوں کی کثرت اس کی غفاری کو روک نہیں سکتی۔ بس شرط یہ ہے کہ بندہ اس کے سامنے جھک کر، شرمندہ ہو کر اپنی عاجزی کا اظہار کرے معافی مانگے اور اپنے مجرمانہ طریقہ کو چھوڑنے کا اظہار وارادہ کرے۔ خداوند قدوس کی غفاری وستاری کے بیان کو رحمت اللعالمین ﷺ نے خوب خوب بیان فرمایا ہے۔ چند حدیثوں کا مطالعہ فرمائیے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: گناہوں سے توبہ کر لینے والا گنہگار بندہ بالکل اس بندے کی طرح ہوجاتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔‘‘

(ابن ماجہ، طبرانی)

دنیا میں جب کسی غلط کار یا مجرم کو ندامت اور معافی مانگنے پر معاف کیا جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو اپنے کیے کی سزا نہیں دی جاتی۔ اگر کسی نے اپنی ندامت اور اصلاح حال کا عملی ثبوت دیا تو یہ ہوتا ہے کہ اس سے ناراضی ختم کر دی جاتی ہے مگر کہیں یہ نہیں ہوتا کہ اس کو وہ مقام دے دیا جائے جو نیکوکاروں اور گناہ نہ کرنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ نرالا ہے۔ اس کی بارگاہ میں اگر کسی کی شرمندگی قابل رحم قرار پائی اور اگر کسی کی ندامت آمیز توبہ نے بار پالیا تو اس کی سزا بھی معاف ہوتی ہے، اللہ اپنی ناراضی ختم کر کے اس سے راضی بھی ہوتا ہے، بلکہ وہ اس کو گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دیتا ہے کہ وہ بالکل معصوموں اور نیکوکاروں کی طرح اس کا محبوب اور پیارا قرار پاتا ہے۔ سبحان اللہ!

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ایک بندہ گناہ کرتا ہے، (پھر اس کو اللہ کا خیال آتا ہے) تو کہتا ہے: اے اللہ میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا، مجھے معاف فرمادے، اس کے جواب میں اللہ (فرشتوں کو مخاطب کر کے) کہتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا، پھر اس کو خیال ہوا کہ اس کا ایک مالک ہے، وہ چاہے گا تو گناہ معاف کر دے گا اور چاہے گا تو پکڑے گا، میں اپنے بندے کو بخشتا ہوں اور اس کا گناہ معاف کرتا ہوں۔

پھر کچھ وقت کے بعد دوبارہ گناہ کر لیتا ہے، پھر وہ اپنے مالک کی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے کہ خدایا میرے گناہ کو معاف فرمادیجئے، پھر اللہ کہتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا، پھر اس کو یاد آیا کہ اس کا ایک رب ہے وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور چاہے گا تو پکڑے گا اور سزا دے گا۔ (فرشتو! گواہ رہنا) میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔

پھر وہ بندہ تیسری مرتبہ گناہ کرتا ہے، پھر نادم ہوکر عرض کرتا ہے، میرے مالک! مجھ سے پھر گناہ ہوگیا مجھے معاف کر دیجئے، پھر اللہ تعالیٰ (اسی طرح فرشتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے) کیا میرے بندے کو معلوم ہوا کہ اس کا رب معاف بھی کر سکتا ہے، اور اس کو یہ قدرت بھی ہے کہ وہ گناہ گار کو سزا دے، میرے بندے میں تجھے معاف کرتا ہوں، اب تو جو چاہے کر۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ حال کسی ایک بندے کا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا بندوں سے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی گناہ کر کے سچے دل سے اس سے معافی مانگتا ہے تو وہ اس کو معاف فرماتا ہے۔ پھر اس کی کریمانہ شان یہ بھی ہے کہ اگر وہ بندہ بار بار گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمساری کے ساتھ توبہ واستغفار بھی

کرتا رہتا ہے تو اللہ اس کو ہر بار معاف کرتا ہے، یہ اس کی کریمی و رحیمی ہے۔

حدیث کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بار بار گناہ کرنے اور معافی مانگ لینے والے بندے کی معافی کے اعلان کے بعد یہ جملہ ہے کہ ''میرے بندے جا! میں تجھے معاف کرتا ہوں، اب تو جو چاہے کر'' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب اس کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے غفاری کے قانون سے باخبر کرتے ہیں کہ وہ چاہے جتنی بار گناہ کر کے اس کی غفاری کی پناہ ڈھونڈے گا اس کو پناہ دی جائے گی، بس شرط یہ ہے کہ اس کی توبہ سچی ہو...... یہیں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ایک ایسے بندے پر جو اپنے بار بار گناہوں سے شرمسار ہو کر اپنے رب سے معافی کا طلبگار رہتا ہے اس قسم کے کریمانہ اعلان کا کیا اثر پڑے گا اور اس کے دل میں اپنے رب کی کامل اطاعت گزاری و وفاداری کا کیسا جذبہ پیدا ہوگا۔

ان احادیث میں (اور آئندہ آنے والی احادیث میں بھی) اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی جو رحیمانہ شان بیان کی گئی ہے وہ یقیناً ہم گناہ گاروں و خطا کاروں کا بڑا سہارا و آسرا ہے، اس قسم کی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دربار میں کوئی محروم نہیں سوائے اس کے جو ایسا متکبر و غافل ہو کہ گناہ پر گناہ کیے جائے مگر کبھی اس کو شرم نہ آئے، کبھی اپنے رب کے سامنے حاضری کا خوف نہ ہو اور وہ ایسا نڈر و بے باک ہو کہ اپنے مالک سے معافی بھی نہ مانگے۔

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

31 مارچ 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی
سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان